مولانا اکرم اعوان کی تازہ "واردات قلبیہ"

محمد عطاء اللہ صدیقی

اخبارات میں شائع ہونے والی خبر کے مطابق اداکارہ انجمن نے اپنے "اعزاز" میں منعقدہ ایک تقریب میں حاضرینِ مجلس سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ "لوگ ہم لوگوں کو اچھا نہیں سمجھتے۔ فلم والوں کے بارے میں عام تاثر یہ ہے کہ یہ لوگ اچھے نہیں ہوتے۔ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ اس تاثر کو زائل کرنے کیلئے آج میں اس تقریب میں ایک روحانی شخصیت کو ہمراہ لائی ہوں۔ یہ شخصیت تنظیم الاخوان کے سربراہ مولانا اکرم اعوان ہیں"۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور 13اپریل 1999)

راقم الحروف کا تعلق مولانا اکرم اعوان کے مداحوں اور عقیدت مندوں میں سے ہے۔ اس گئے گزرے دور میں جب اخلاقی اقدار کا جنازہ نکل چکا ہے، ان جیسی شخصیات کے وجود کو غنیمت سمجھتا ہے اور اسے ہمیشہ توقع رہی ہے کہ یہ ہر طرف پھیلی ہوئی ظلمت کے خاتمہ کیلئے "منارۂ نور" کا کام کریں گے۔ مذکورہ بالا خبر پڑھ کر میرا عقیدت کا وہ شیش محل چکنا چور ہو گیا ہے۔ یقین نہیں آتا کہ ایک پابند شریعت صوفی، ایک طوائف اور فلمی اداکارہ کی "عزت افزائی" کیلئے ایسی تقریب میں یوں رونق افروز ہونگے۔

چوں کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی

مولانا اکرم اعوان صاحب پاکستان میں نفاذِ شریعت کے ایک پرجوش اور جذباتی مبلغ ہیں۔ نفاذِ شریعت سے روگردانی کے جرم میں وہ حکمرانوں کو سخت تنقید کا نشانہ بناتے رہتے ہیں۔ وہ ان چند اہلِ مذہب میں سے ہیں، جو خونین انقلاب کی دھمکیاں دیتے رہتے ہیں۔ یہ انکا کیسا تصورِ شریعت ہے جو ایک طوائف زادی کی عزت افزائی کی غرض سے منعقدہ تقریب میں شریک ہونے میں کوئی قباحت نہیں سمجھتے اور پھر انہوں نے یہاں تک کہہ دیا: "ہماری فلم انڈسٹری نے جن حالات میں غیر ملکی فلموں کا مقابلہ کیا، اس پر ہماری انڈسٹری قابلِ تحسین ہے"۔ مولانا اعوان جیسے صاحبِ تصوف کی زبان سے عریانی و فحاشی کو فروغ دینے والی صنعت کی تعریف میں یہ بات کہنا بے حد افسوسناک ہے، گویا وہ اپنی زبان سے ایک بے حد ناپاک اور نجس پیشہ کو "سند جواز" عطا کر رہے ہیں۔ اگر ایک مخصوص طبقہ "انجمن" جیسی حیاباختہ عورتوں پر تعریف کے ڈونگرے برساتا ہے تو وہ "قابلِ احترام" نہیں ہو جاتیں۔ یہ عورتیں بھی اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھتی ہیں۔ تبھی تو اپنے آپ کو "باعزت" ثابت کرنے کیلئے کبھی کسی سرکاری افسر سے شادی کا ڈرامہ کرتی ہیں اور کبھی مولانا اکرم اعوان جیسی "روحانی شخصیت" کو اپنی تقریب میں بلاکر "معزز" ہونے کا ناٹک رچاتی ہیں۔ یہ ان کی محض خود فریبی ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اکرم اعوان جیسے لاکھوں صوفی بھی ایسی تقاریب میں شامل ہو کر انکی "عزت" میں رتی برابر بھی اضافہ نہیں کر سکتے۔ جب تک کہ وہ اس طرح کے مکروہ اور گناہ آلود پیشہ سے وابستہ رہیں گی۔ اکرم اعوان صاحب کو بھی علم ہونا چاہیے کہ وہ ایسی تقاریب میں جلوہ افروز ہو کر انجمن جیسی فلمی عورتوں کی "عزت افزائی" تو نہیں کر سکتے، البتہ اپنی بے توقیری کا سامان ضرور کریں گے۔ وہ اپنے سارے کیے کرائے پر پانی پھیر دیں گے..... ممکن ہے مولانا اکرم صاحب اپنی اس حرکت کا دفاع یہ کہہ کر کریں کہ وہ اصلاح کی غرض سے اس تقریب میں شریک ہوئے تھے، لیکن خبر کے متن سے ایسی کوئی بات ظاہر نہیں ہوتی۔ اگر وہ ایک فلمی عورت کی اصلاح کے بارے میں اس قدر مخلص تھے تو انہیں چاہیے تھا کہ شریعت کا [illegible] طریقہ اپناتے۔ اسلامی شریعت تو ایک مرد کا بے

پردہ عورت سے ملنا گوارا نہیں کرتی چہ جائیکہ وہ طوائف اور گھٹیا، بازاری اداکارہ ہو۔ نبی اکرم ﷺ عورتوں سے پردہ کی اوٹ میں بیعت لیتے تھے اور یہی اہلِ حق کا مسلک رہا ہے۔ طوائفوں کی مجلس میں جانے سے ایک عام شریف آدمی' جو کسی دستارِ فضیلت سے محروم ہوتا ہے، بھی کنی کتراتا ہے کیونکہ کوئلوں کی دلالی میں منہ کالا ہو ہی جاتا ہے..... اگر انجمن جیسی عورتیں اپنے آپ کو شریف یا عزت دار کہلوانے میں کسی بھی درجہ میں سنجیدہ ہیں تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ وہ قرآن مجید کے حکم (ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم) یعنی: "تم میں مکرم و معزز وہی ہیں جو اہلِ تقویٰ ہیں" پر عمل کریں۔ اہلِ تقویٰ کی فلمی صنعت سے کسی قسم کی وابستگی نہیں ہو سکتی۔ اسے چاہیے کہ وہ کائنات کی معزز ترین ہستی خاتم الانبیاء ﷺ کے قدموں کی غلامی اختیار کرے۔ مولانا اکرم صاحب بھی اگر فلمی صنعت سے وابستہ عورتوں اور مردوں کی اصلاح چاہتے ہیں تو شریعت کے طریقہ کے مطابق عمل کریں۔ انکا موجودہ طریقہ بے حد ناپسندیدہ اور غلط ہے۔ یہ انکی خود ساختہ جعلی شریعت کا کوئی اسلوب تو ہو سکتا ہے، اسلامی شریعت سے اسکا کوئی تعلق نہیں ہے۔

جنرل حمید گل صاحب، معروف کالم نگار ہارون الرشید صاحب اور پاک فوج کے سینکڑوں افراد، جنہیں مولانا اکرم صاحب کے مرید ہونے کا شرف حاصل ہے، اپنے پیر و مرشد کی تازہ "وارداتِ قلبیہ" کے متعلق کیا ارشاد کریں گے؟ بالخصوص ہارون الرشید صاحب سے ہماری گزارش ہے کہ اس موضوع پر ضرور قلم اٹھائیں۔ وہ جس تسلسل سے اپنے پیر و مرشد صاحب کا "امیج" بڑھانے میں اپنا زورِ قلم دکھاتے رہے ہیں، اس کے بعد یہ ان کا اخلاقی فریضہ ہے کہ وہ اس واقعہ کے دفاع یا مذمت میں ضرور لکھیں۔ مولانا اکرم اعوان صاحب کے بارے میں اس واقعہ کے بعد راقم الحروف کا تاثر تو یہ ہے کہ وہ "جعلی صوفی" ہیں، جو تصوف کے پردے میں خواہشاتِ نفسانی کی تسکین کے چکر میں مبتلا ہیں۔ وہ مجھ جیسے ان ہزاروں عقیدت مندوں کی دل آزاری کا باعث بنے ہیں، جو انکی شخصیت کے گرویدہ رہے ہیں۔ یہ انکشاف بڑا روح فرسا ہے کہ ہم تو انہیں "کعبہ کے متولی" سمجھتے رہے ہیں اور وہ "میخانہ" کے رِند نکلے۔ اچھا ہوا کہ شکستِ فریبِ نظر کی منزل جلد سامنے آگئی!!

(بشکریہ روزنامہ خبریں لاہور)

بقیہ: گوہر شاہی کی گمراہی پر عدالت کا فیصلہ

گری کو نبوت یا اس سے بھی آگے کی منزل پر فائز تصور کرلیں۔ لہٰذا گوہر شاہی فرقے کے معاملے میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حکمرانوں اور علماء کرام کو اپنی ذمہ داری کا بلا تاخیر احساس کرنا چاہیے۔ اس عدالتی فیصلے کے بعد حکومت کا فرض ہے کہ جس شخص کے خیالات کی اشاعت ملکی قانون کی رو سے اتنا سنگین جرم قرار پائی ہے کہ اس کے مرتکب کو ۷ سال قید بامشقت کی سزا سنائی گی اس شخص کو بلا تاخیر قانون کی گرفت میں لایا جائے تاکہ اس گمراہی کا مکمل طور پر استیصال ہو سکے اس کے بعد علمائے کرام کو مرزا غلام قادیانی سے بڑھ کر ناپاک جسارتوں کے مرتکب اس شخص کی حقیقت کو بے نقاب کرنے کے لیے کام کرنا چاہیے تاکہ خلق خدا کو اس فتنے سے محفوظ رکھا جا سکے۔

جہالت کے اندھیروں کو علم کی روشنی ہی سے دور کیا جا سکتا ہے لیکن یہ بات تشویشناک ہی کہا گمراہی پھیلانے والے جس جاں فشانی سے اپنا کام کرتے ہیں راہ دکھانے والوں کے ہاں مفقود نظر آتی ہے۔ علمائے حق کو اس حوالے سے اپنی ذمہ داریاں پوری کرنی چاہیں ورنہ اللہ کے دربار میں ان کی گلو خلاصی کی کوئی صورت نہ ہو گی۔ دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث اور اہل تشیع کسی بھی مکتب فکر ان عقائد کی گنجائش نہیں ہے۔ جس کا اظہار گوہر شاہی کی کتابوں میں کیا گیا ہے۔ اس لئے تمام مکاتب فکر کے علماء کو مشترکہ طور پر اس فرقے کی شرعی حیثیت کے بارے میں فیصلہ کرنا چاہئے تاکہ لوگوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے اس گھناؤنے کھیل کا سدباب ہو سکے اور اس فرقے کا معاملہ آئینی اور قانونی طور پر مستقل بنیادوں پر طے پا سکے۔

بشکریہ ہفت روزہ تکبیر کراچی (۱۵ اپریل ۱۹۹۹)